سوال

(365)قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اس کا تبادلہ کرنا کسی بہتر جانور سے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قربانی کا جانور خریدنے کے بعد کسی بہتر جانور سے تبادلہ کرنا یا اسے فروخت کرکے اس سے بہتر جانور خریدنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس مسئلہ کے متعلق متقدمین میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ ائمہ ثلاثہ، یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے نزدیک بہتر جانور سے تبادلہ کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ قربانی کے جانور کو وقف کی طرح خیال کرتے ہوئے اسے فروخت کرکے یا کسی اور طریقہ سے تبادلہ کو جائز خیال نہیں کرتے، جیسا کہ فقہ القدیم میں اس کی تفصیل ملتی ہے۔ [مغنی ابن قدامہ، ص:۵۳۵، ج۱۳]

ہمارے ہاں بھی بعض علما اسے ناجائز کہتے ہیں کچھ تو اس قدر انتہا پسند ہیں کہ قربانی کا جانور خریدنے کے بعد کسی عیب پڑجانے کی صورت میں بھی اسے تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دیتے بلکہ اسے ذبح کردینے کی تلقین کرتے ہیں، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث (مسند امام احمد، ص:۳۲، ج۳) جس سے یہ مسئلہ کشید کیا ہے۔ وہ سخت ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی جابر جعفی انتہائی کمزور اور دوسرا اس کا شیخ محمد بن قرظہ مجہول ہے۔ [سبل السلام، ص:۹۴، ج۴]

اس بنا پر اس مسئلہ کو ذرا تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

جو حضرات قربانی کے جانور کو فروخت کرکے بہتر جانور خریدنے یا کسی بہتر سے تبادلہ کے قائل ہیں ان کے دلائل یہ ہیں

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں (قربانی کی) بکری خریدنے کےلئے ایک دینار دیا، انہوں نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں، ان میں سے ایک کو دینار سے فروخت کردیا، پھر جب ایک دینار اور بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تو آپ نے اس کےلئے خرید و فروخت میں برکت کی دعا فرمائی۔ [صحیح بخاری، المناقب:۳۶۴۲]

بعض روایات میں صراحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قربانی کا جانور خریدنے کےلئے بھیجا تھا، لیکن راوی نے بعض اوقات قربانی کے بجائے صرف بکری خریدنے کا ذکر کیا ہے۔ [مسند امام احمد، ص:۳۷۵، ج۴]

اس روایت کو ابوداؤد، البیوع : ۳۳۸۴، ترمذی، البیوع : ۱۲۵۸، اور ابن ماجہ، الصدقات : ۲۴۰۲ میں بھی بیان کیا گیا ہے ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قربانی کی بکری خریدنے کا حکم دیا تھا۔ سفیان راوی اس کی وضاحت کرتے ہیں کہ وہ آپ کے لئے بکری خریدے، گویا وہ قربانی ہے۔ [صحیح بخاری، المناقب : ۳۶۴۳]

اس موقف کی تائید میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی روایت بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی قربانی خریدنے کے لئے ایک دینار دیا۔ انہوں نے اس کے عوض ایک مینڈھا خریدا، واپسی پر راستہ میں اسے دو دینار کے عوض فروخت کر دیا، پھر منڈی سے ایک دینار کے عوض قربانی کا جانور خرید کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قربانی کا جانور اور دینار دونوں پیش کر دیئے۔ آپ نے اس دینار کو بھی بطور صدقہ خرچ کر دیا اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے لئے اس کی تجارت میں خیر وبرکت کی دعا فرمائی۔ [ابوداؤد، البیوع : ۳۳۸۶]

بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ قربانی ذبح کرو اور منافع کے دینار کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دو۔ [ترمذی، البیوع : ۱۲۵۷]

اس مقام پر یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ ابوداؤد کی روایت میں ایک راوی مجہول ہے جبکہ ترمذی کی روایت میں انقطاع ہے جیسا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے خود بیان کیا ہے، تاہم اس قسم کی روایت کو بطور تائید پیش کیا جا سکتا ہے۔ علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی تالیف میں ایک باب بایں الفاظ قائم کیا ہے کہ ''جو شخص قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اسے تبدیل کر لیتا ہے۔'' پھر اس کے تحت ایک روایت لائے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص کے بارے میں سوال ہوا جو قربانی کا جانور خریدتا ہے، پھر اسے فروخت کر کے اس سے موٹا تازہ خریدتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے رخصت کا ذکر فرمایا، اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ [مجمع الزوائد، ص : ۲۱ ج ۴]

ان روایات کے پیش نظر قربانی کا جانور فروخت کر کے اس سے بہتر خریدا جا سکتا ہے اور کسی بہتر جانور سے اس کا تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

اور جو حضرات قربانی کا جانور متعین کرنے کے بعد اسے فروخت یا تبادلہ کو ناجائز کہتے ہیں، ان کا موقف ہے کہ قربانی چونکہ وقف کی طرح ہے۔ اس لئے اس میں خرید وفروخت یا تبادلہ جیسا تصرف درست نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہدی کے طور پر ایک عمدہ اونٹ کا انتخاب کیا، بعد میں کسی نے اس کی تین سو دینار کی قیمت لگا دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بتایا کہ میں ایک عمدہ اونٹ ہدی کے طور پر مکہ مکرمہ بھیجنے کا پروگرام بنا چکا ہوں۔ اب مجھے اس کا تین سو دینار ملتا ہے، کیا میں اسے فروخت کر کے مزید اونٹ خرید سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا : ''نہیں تم اسی کو ذبح کرو۔'' [ابوداؤد، المناسک : ۱۷۵۶]

اس روایت کو امام احمد رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے، لیکن اس میں عمدہ اونٹ کے بجائے بختی اونٹ کا ذکر ہے، جس کی گردن ذرا لمبی ہوتی ہے اور وہ بھی بہترین اونٹوں میں شمار ہوتا ہے۔ [مسند امام احمد، ص : ۱۴۵، ج ۴]

منتقی الاخبار میں اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا گیا ہے۔ کہ ہدی کو متعین کرنے کے بعد اسے بدلنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہدی کی بیع درست نہیں ہے، خواہ اس جیسی یا اس سے بہتر کا تبادلہ مقصود ہو۔ [نیل الاوطار، ص : ۱۸۵، ج ۵]

چنانچہ قربانی بھی ہدی کی طرح ہے۔ اس بنا پر قربانی کا جانور بھی فروخت یا تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بیان کردہ حدیث اس مسئلہ پر واضح نہیں ہے، نیز محدثین کے قائم کردہ معیار صحت پر بھی پوری نہیں اترتی، کیونکہ اس میں ایک راوی شبیب بن غرقد کہتے ہیں کہ میں نے حی، یعنی قبیلہ سے سنا جو عروہ بارقی سے بیان کرتا ہے، اس قبیلہ کے افراد کی تعیین نہیں ہو سکی، لہٰذا اس ''جہالت'' کی وجہ سے یہ حدیث قابل استدلال نہیں ہے، چنانچہ چند ایک ائمہ حدیث نے اس حدیث پر اعتراضات کیے ہیں جن میں علامہ خطابی اور امام بیہقی سرفہرست ہیں۔ [فتح الباری، ص : ۷۷۴، ج ۶]

جہاں تک بخاری کی حدیث کے ضعف کا مسئلہ ہے اس کے متعلق محدثین کے فیصلے کے مطابق جس راوی کو امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں لائے ہیں وہ جرح وتعدیل کا پل عبور کر چکا ہے، یعنی امام بخاری رحمہ اللہ اس کے متعلق خوب چھان پھٹک کرنے کے بعد اسے اپنی صحیح میں لائے ہیں، لہٰذا اس حدیث پر بلاوجہ اعتراض درست نہیں ہے۔ ہاں،

علامہ خطابی اورامام بیہقی نے اس حدیث کو غیر متصل قرار دیا ہے ۔ اس کا جواب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دیا ہے کہ جب سماع کی تصریح موجود ہے تو اسے مرسل یا منقطع کیونکر کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ روایت ایسی متصل ہے جس کی سند میں ایک مبہم راوی ہے ، پھر اس ''مبہم حی'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک جماعت سے سنا ہے کہ جس کے کم ازکم تین افراد ہیں ۔ [فتح الباری ، ص : ۶۳۴، ج۶]

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط کے عین مطابق ہے کیونکہ عام طورپر ایک قبیلہ کا جھوٹ پراتفاق کرلینا ناممکن ہے ۔ [فتح الباری ، ص : ۶۳۵، ج۶]

پھر اس حدیث کے متابعات وشواہد بھی ملتے ہیں جو اس کی تائید کرتے ہیں جن میں ''حی'' کے بجائے ابو لبید لمازہ بن زیاد ، حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں ۔ [مسند امام احمد ، ص : ۳۷۶، ج۴]

امام منذری رحمہ اللہ اس حدیث پر بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام ترمذی رحمہ اللہ بکری خریدنے والی اس روایت کو ابولبید لمازہ بن زیاد سے بیان کرتے ہیں جو حضرت عروہ بارقی سے بیان کرتے ہیں اس طریق سے یہ روایت حسن قرارپاتی ہے ۔ [مختصر ابوداؤد ، ص : ۵۱، ج۵]

اس متابعت کے علاوہ حضرت حکیم بن حزام کی حدیث کو بطور شاہد پیش کیا جاسکتا ہے ۔ الغرض یہ حدیث صحیح ہے اوراس میں کسی طرف سے ضعف کا شائبہ تک نہیں ہے ، البتہ مانعین کی طرف سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث پیش کی گئی ہے اس کے متعلق ہماری گزارشات حسب ذیل ہیں :

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کے ناقابل حجت کی طرف اشارہ کیا ہے ، فرماتے ہیں کہ محدث ابن خزیمہ نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے لیکن اس سے حجت لینے میں توقف کیا ہے ۔ [تہذیب ، ص : ۱۲۱، ج۲]

اس کی تفصیل یہ ہے کہ اس روایت میں ایک راوی جہم بن جارود ہے جو حضرت سالم بن عبداللہ سے بیان کرتا ہے ۔ اس کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس جہم کا حضرت سالم سے سماع معروف نہیں ہے ۔ [تاریخ الکبیر ، ص : ۲۳۰، ج ۱۲لقسم الثانی]

اس کے علاوہ جہم بن جارود بھی غیر معروف راوی ہے ، چنانچہ اس کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بڑے بڑے تابعین سے روایت کرتا ہے ۔ [دیوان الضعفاء ، ص : ۴۷، رقم : ۷۹۳]

نیز فرماتے ہیں کہ اس راوی میں جہالت ہے خالد بن ابی یزید کے علاوہ اس سے اور کوئی راوی بیان نہیں کرتا ۔ [میزان الاعتدال ، ص : ۴۲۶، ج۳]

محدثین کے ہاں کسی راوی کی جہالت صرف اسی صورت میں دور ہوسکتی ہے کہ کم ازکم اس سے بیان کرنے والے دو ثقہ راوی ہوں ۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے مذکورہ بات کہہ کر اس بات کی توثیق کی ہے کہ اس کی جہالت بدستور قائم ہے کیونکہ اس سے صرف ایک راوی بیان کرتا ہے اور مجہول کی روایت ناقابل قبول ہوتی ہے ۔ بلاشبہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس راوی کو چھٹے درجے کا مقبول راوی بنایا ہے ۔ [تقریب ، ص : ۱۳۵، ج ۱]

لیکن اس لفظ سے اکثر اہل علم دھوکہ کھا جاتے ہیں ، حالانکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایسے راوی کی مرویات متابعت کے بغیر قبول نہیں ہوتیں ، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے مقدمہ میں زکوۃ کی درجہ بندی کرتے ہوئے وضاحت کی ہے ''چھٹے درجے سے مراد وہ راوی ہیں جن سے بہت کم احادیث مروی ہیں لیکن ان میں کوئی ایسا سقم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کی مرویات کو رد کردیا جائے ۔ ایسے حضرات کے متعلق ''مقبول'' کا لفظ استعمال ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر متابعت ہو تو مقبول بصورت دیگر ان کی مرویات کمزور ہوں گی ۔'' [مقدمہ ، ص : ۵]

زیر بحث حدیث کی متابعت نہیں مل سکی اور نہ ہی اس کی تائید میں کوئی شاہد پیش کیا جاسکتا ہے ۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ محدث ابن قطان رحمہ اللہ نے اس حدیث کو بایں وجہ موصول قرار دیا ہے کہ اس کے راوی جہم بن جارود کے حالات کے متعلق کوئی پتہ نہیں چل سکا اوراس سے بیان کرنے والا بھی ابوعبدالرحیم خالد بن ابی یزید

نامی ایک راوی ہے۔ [تہذیب السنن، ص : ۲۹۲، ج ۲]

محدث ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کے متعلق اظہار تردد قرار فرمایا ہے کہ جہم بن جارود ایک ایسا راوی ہے کہ غیر کی وجہ سے اس کی بیان کردہ روایت کو بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے۔ [صحیح ابن خزیمہ، ص : ۲۹۱، ج ۴]

صحیح ابن خزیمہ پر تعلیق ڈاکٹر مصطفی اعظمی نے لکھی ہے اور محدث البانی رحمہ اللہ نے نظر ثانی کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ صاحب تعلیق نے اس کی سند کے متعلق لکھا ہے کہ ضعیف ہے، اگرچہ حافظ احمد شاکر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ [مسند امام احمد، ص : ۱۴۴، ج ۹]

تاہم مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر ہمیں اس کی صحت تسلیم کرنے میں تردد ہے۔ اس کی صحت تسلیم کرنے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ ہدی کا جانور اگر متعین ہو جائے تو اسے تبدیل کرنا درست نہیں، لیکن یہ پابندی قربانی کے جانور میں عائد کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہے مقصد کے اشتراک سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ان دونوں کے احکام بھی ایک جیسے ہوں، ہمارے نزدیک ہدی اور قربانی کے جانور میں درج ذیل کئی ایک وجوہ سے فرق ہے۔

1۔ ہدی کے لئے جگہ کا تعین ہے، یعنی وہ جانور جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بیت اللہ کی طرف ہدیہ روانہ کیا جائے جبکہ قربانی کا جانور ان مکانی حدود قیود کا پابند نہیں ہے۔

2۔ ہدی کے لئے اشعار اور تقلید ضروری ہے جبکہ قربانی کے جانور میں یہ پابندی نہیں ہے۔

3۔ ہدی صرف ایک آدمی کی طرف سے ہوسکتی ہے جبکہ قربانی میں تمام اہل خانہ شریک ہوتے ہیں، خواہ ان کی تعداد کتنی ہو۔

4۔ بعض حالات میں انسان ہدی کا گوشت خود نہیں کھا سکتا اور نہ ہی اپنے رفقا کو کھلا سکتا ہے جبکہ قربانی کا جانور خود بھی کھایا جاسکتا ہے اور دوسروں کو کھلانے میں بھی چنداں حرج نہیں ہے۔

5۔ ہدی کے اونٹ میں سات شریک ہوسکتے ہیں جبکہ قربانی کے اونٹ میں دس تک شراکت جائز ہے۔

6۔ ہدی کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں جبکہ قربانی کے لئے مخصوص ایام ہیں۔

7۔ قربانی کرنے والے کے لئے حکم ہے کہ وہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد ذبح کے وقت تک اپنی حجامت وغیرہ نہ بنائے جبکہ بعض حالات میں ہدی بھیجنے والے پر اس قسم کی کوئی پابندی نہیں۔

8۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک ہدی کا جانور عیوب سے پاک ہونا ضروری نہیں جبکہ قربانی کے جانور میں عیوب کا ہونا جائز نہیں ہے۔

9۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 9 سنہ ھ میں ہدی کے جانور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ کئے جبکہ مدینہ میں آپ نے قربانی بھی دی اس سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ دونوں کے احکام الگ الگ ہیں۔

10۔ ہدی کا جانور تبدیل کرنا درست نہیں جبکہ قربانی میں ایسا کیا جاسکتا ہے۔ (تلک عشرۃ کاملۃ)

محدثین کرام نے کتب حدیث میں ہدی کے متعلق اس طرح کے عنوانات قائم کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدی کا جانور تبدیل کرنا جائز نہیں ہے۔ (منتقی الاخبار) لیکن کسی محدث نے قربانی کے متعلق اس طرح کا باب قائم نہیں کیا جس کا واضح مطلب یہ ہو کہ ان دونوں کے احکام میں بہت فرق ہے اور کسی کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

مذکورہ حدیث پر ایک اور پہلو سے بھی غور کیا جاسکتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عمدہ بختی اونٹ خریدا جب اس کی قیمت تین سو دینار لگی تو آپ نے اسے فروخت کرکے

اس کی قیمت کے عوض ایک عام اونٹ خریدنے کا پروگرام بنایا ، تورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور کہا کہ وہ عمدہ اونٹ ہی اللہ کی راہ میں ذبح کرو، بہترین اونٹ کے بدلے عام اونٹ ہدی کے لئے لینا درست نہیں۔ چنانچہ محدث ابن خزیمہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے۔ ''زیادہ قیمت کی عمدہ ہدی دینے کا بیان۔''

یہ معنی کرنے سے مذکورہ حدیث مانعین کے لئے دلیل نہیں بن سکتی، مختصر یہ ہے کہ قربانی کے تبادلہ کی چار صورتیں ممکن ہیں۔

1۔ صاحب حیثیت وہ جانور بھی ذبح کرے جو اس نے پہلے خرید کیا ہے اور بہترین عمدہ جانور اپنی گرہ سے ہی خرید کر ذبح کرے۔

2۔ اسے فروخت کرکے اس میں اپنی طرف سے کچھ رقم ملاکر بہترین جانور خرید کر ذبح کردیا جائے۔

3۔ عدم استطاعت کی صورت میں خریدے ہوئے جانور کو ہی ذبح کردے۔

4۔ یہ جائز نہیں ہے کہ اسے بیچ کر کچھ رقم پس انداز کرے اور اس سے کم قیمت کے عوض کوئی معمولی جانور خرید کر ذبح کرے، اس قسم کی سودابازی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:375